تبصرہ کتب

Islam, Christianity and the African People

(اسلام، مسیحیّت اور افریقی)

مؤلف : ایڈورڈ ولی موٹ بلائیڈن

ناشر : بلیک کلاسک پریس

دُنیا کے دوسرے خطّوں کی نسبت افریقہ میں اسلام اور مسیحیّت کی عمومی تاریخ کافی پیچیدہ اور خاصی مبہم ہے۔ اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ افریقہ میں ان دو بڑے مذہبوں کے درمیان واقعی تصادم کے بارے میں تفصیلی معلومات بہت ہی کم ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر ایک طرف دونوں مذہب پورے جوش و جذبہ کے ساتھ لوگوں کو اپنے اپنے حلقۂ اثر میں لانا چاہتے ہیں، تو دوسری طرف ایک دوسرے کے شدید مخالف ہیں۔ اس وجہ سے یہ امر لازمی ہے کہ زیادہ سے زیادہ افراد کو اپنے اپنے حلقے میں لانے کے لیے دونوں مذہبوں کے درمیان شدید مقابلہ ہو، اگرچہ دونوں کا اندازِ کار حیرت انگیز طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

زیرِ نظر مفید کتاب میں، کسی دوسری کتاب سے زیادہ وقت نظر کے ساتھ مسلمان داعیوں اور مسیحی مبشّرین کے اندازِ کار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اوّلیں بار یہ کتاب ایک صدی سے زیادہ عرصہ پہلے ۱۸۸۸ء میں [Christianity Islam and the Negro Race کے نام سے] شائع ہوئی تھی، اور اب دوبارہ چھپی ہے۔ یہ کتاب افریقہ میں اسلام اور مسیحیّت کی تاریخ کے حوالے سے ایک بڑی کامیاب کوشش ہے اور ایک لازمی تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ عزت مآب سیموئل لوئیس کی اطلاع کے مطابق اِس کتاب کے مصنّف "(۱۸۳۲ء میں) جزیرہ سینٹ تھامس ویسٹ انڈیز میں ایک سیاہ فام گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ جزیرہ سینٹ تھامس اُن دنوں ڈنمارک کی ایک نوآبادی تھا۔ وہ عنفوانِ شباب میں ۱۷سال کی عمر میں اپنے وطن کی محبت سے سرشار اور اس کی بہتری کے لیے کام کرنے کی خواہش کے ساتھ اس لیے ریاست ہائے متحدہ امریکہ گیا کہ ایسی تعلیم حاصل کرے جو اُسے افریقہ میں کام کرنے میں مدد دے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اُسے اپنے بعض بارسوخ دوستوں کی کوشش سے ایک اعلیٰ تعلیمی ادارے میں داخلہ مل گیا، لیکن اس دور میں سیاہ فام لوگوں کے خلاف جو

تعصّب پایا جاتا تھا، اس سے یہ کوشش بے کار ثابت ہوئی۔ اُسے وقت ضائع کیے بغیر لائبیریا جانے کا مشورہ دیا گیا۔ جہاں Board of Foreign Missions of Presbyterian Church in the United states [ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں پرسبیٹیرین چرچ کے غیر ملکی مشنوں کا بورڈ] ریورنڈ ڈیوڈ۔ اے۔ ولسن کی نگرانی میں ایک ہائی سکول قائم کرنے والا تھا۔ لائبریا میں قیام کے چند ماہ بعد نوجوان بلائیڈن اس سکول کے ابتدائی طالب علموں میں شامل ہو گیا۔ بلائیڈن نے تندہی اور مسلسل محنت سے سکول کی سربراہی حاصل کر لی۔ تین برس تک خوش اسلوبی سے سکول کی سربراہی کا فریضہ انجام دینے کے بعد ۱۸۶۲ء میں اُسے نئے قائم شدہ کالج آف لائبیریا میں پروفیسر کا عہدہ پیش کیا گیا۔ ۱۸۶۹ء میں بلائیڈن نے مشرقی ملکوں، بالخصوص شام اور مصر کا اس غرض سے سفر کیا کہ عربی زبان کا مطالعہ کیا جائے اور کالج کے نصاب میں اس کی تدریس شامل کی جائے۔"

زیرِ تبصرہ کتاب اپنے موضوع پر کوئی منضبط مطالعہ نہیں، بلکہ مختلف اوقات میں لکھے ہوئے ۱۵ مقالات کا مجموعہ ہے۔ کتاب کے عنوان کو پیش نظر رکھتے ہوئے پہلے مقالے میں مسلمان داعیوں اور مقامی افریقیوں کے درمیان ربط و تعلق پر گفتگو کی گئی ہے۔ دوسرا اور تیسرا مقالہ افریقہ میں مسیحی مبشّرین کے مطالعہ کے لیے مخصوص ہے۔ اگلے پانچ مقالات میں افریقہ میں تعلیم کے مقاصد، افریقہ میں استعمار کے آغاز، دُنیا کے لیے افریقہ کی خدمات اور مغربی اقوام کے ہاتھوں افریقہ کے استحصال پر عمومی انداز میں لکھتے ہوئے مسیحی مبشّرین کے کردار پر بحث کی گئی ہے۔ نویں باب میں مغربی افریقہ میں اسلام کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اگلے باب میں اُس وقت کے لائبیریا اور سیرالیون کی صورت حال پر لکھا گیا ہے۔

کتاب کا گیارہواں باب اسلام میں نسلی تعلقات کا از حد دلچسپ مطالعہ ہے۔ اگلا باب افریقہ اور اس کے باشندوں کے بارے میں ایک مستند اور متوازن جائزہ ہے۔ تیرہویں باب میں Life of Lord Lawrence [لارڈ لارنس کی سوانح حیات] کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ لارڈ لارنس کی یہ سوانحِ حیات ۱۸۸۳ء میں باسورتھ سمتھ نے لکھی تھی۔ اِس بات کا ذکر کر دینا بھی مفید ہو گا کہ ۱۸۸۰ء کے عشرے میں باسورتھ سمتھ نے ایک کتاب Mohammed and mohammedanism [محمد اور محمدیت] بھی لکھی تھی۔ چودھویں اور پندرھویں باب میں مغربی افریقہ میں مسلمانوں کی آمد اور مقامی لوگوں کے ساتھ اُن کے طرزِ عمل کا بیان ہے۔ آخر میں یورپی مسیحیوں کے استعمار اور افریقی عوام پر اس کے اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مسلمان داعیوں اور مسیحی مبشّرین کے کردار کے حوالے سے ڈاکٹر بلائیڈن نے اسلام کی جگہ "محمڈن ازم" اور مسلم کی جگہ "محمڈن" کی غلط اصطلاحات استعمال کی ہیں، کیوں کہ یہی اصطلاحات ان دنوں رائج تھیں، ستم ظریفی کی حد یہ ہے کہ سیّد احمد خان اور سیّد امیر علی جیسے مسلمان فضلاء نے بھی یہ

اصطلاحات برتی ہیں۔ ڈاکٹر بلائیڈن نے سید امیر علی کو کسی حد تک بطور حوالہ پیش کیا ہے۔
[ڈاکٹر بلائیڈن نے اسلام اور مسیحیت کے رویّوں پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے۔]
اسلام قبول کرنے والے سیاہ فام افریقی اُن مسلمان داعیوں کی طرح آزادی سے بہرہ مند تھے جو اُنہیں حلقۂ اسلام میں لائے تھے۔ جب اہلِ افریقہ کے سامنے اسلام پیش کیا گیا تو اُنہیں اِسے قبول کرنے یا رد کر دینے کی آزادی حاصل تھی۔ عرب داعی جن سے ہمیں اندرونِ افریقہ ملنے کا اتفاق ہوا ہے، اُن کے پاس نوٹوں سے بھرے ہوئے بٹوے ہیں اور نہ مستقبل میں مادی فوائد دینے کے اقرار نامے۔ وہ خاموشی سے قرآن پڑھاتے ہوئے اپنے دین کی اشاعت کرتے ہیں۔ مقامی داعی دین کی اشاعت کے ساتھ ساتھ بھرپور تجارت کرتے ہیں۔ وہ جہاں کہیں جاتے ہیں، یہ تاثر چھوڑتے ہیں کہ وہ محض داعی نہیں بلکہ تاجر بھی ہیں، یا وہ تاجر ہی نہیں بلکہ داعیٔ دین بھی ہیں۔ اِس طرح خاموشی سے، اور کسی کے پیچھے پڑے بغیر وہ اشاعتِ دین میں کامیاب ہیں۔ شہزادے دل و جان سے اسلام کے خادم اور پُرجوش داعی بن رہے ہیں۔ یہ ایک عام بات ہے کہ مسلمان داعیوں کے پیروکار اپنی آزاد مرضی سے اسلام قبول کرتے ہیں، اور اپنی سابقہ جرأت کے ساتھ اپنے نئے دین کی حفاظت اور اشاعت میں لگ جاتے ہیں۔

ڈاکٹر بلائیڈن مزید لکھتے ہیں کہ
مسلمانوں کے برعکس مسیحی سیاہ فام لوگوں کو غلام سمجھتے ہیں، یا کم از کم اُنہیں ایک محکوم نسل خیال کرتے ہیں۔ مسیحی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک سیاہ فام افریقی اور اس کے بچے اپنی مستقل کمتری اور سفید فام اساتذہ کی غلامی کا سبق لیتے ہیں۔ افریقی اپنے سفید فام آقاؤں کے لیے جائداد منقولہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن کے اندر آزادانہ انفرادیت کے تمام رجحانات ختم کر دیے گئے ہیں۔ سیاہ فاموں کے خیالات اور خواہشات اُسی صورت میں سامنے آسکتی ہیں کہ وہ اُن کے حکمرانوں کے ذوق اور نقطۂ نظر کی مخالف نہ ہوں۔ اُن کے فکری ارتقاء کے تمام راستے بند ہیں اور جہالت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُن کا مقدّر ہے، جب کہ اسلامی تعلیمات میں سیاہ فام مسلمان دوسروں کے برابر ہیں۔ جوں ہی کوئی سیاہ فام افریقی اسلام قبول کرتا ہے، اُسے پڑھنا سکھایا جاتا ہے اور علم کی اہمیت اُس پر واضح کی جاتی ہے۔ سیاہ فام مسیحی بیک وقت دینِ مسیحی اور ذہنی و جسمانی پابندیاں قبول کرتا ہے۔ اگر کسی وقت سیاہ فام مسلمان کو قرآن اور تلوار کے درمیان انتخاب کرنا پڑا اور اس نے قرآن کو ترجیح دی تو اُسے کسی بھی دوسرے مسلمان کی طرح تلوار حاصل کرنے کی اجازت تھی، لیکن سیاہ فام افریقی کو بائبل کے ساتھ اُس کی اعلیٰ درجے کی محبت بھی

اُسے وہ زنجیریں پہننے کی ذلت سے نہ بچا سکی جو اُس نے مسیحیت کے ساتھ حاصل کی تھیں۔ افریقہ سے نکل جانے کے باوجود بائبل اُسے، نئے معاشروں میں سیاسی اور کلیسیائی غلامی سے نجات نہ دلا سکی۔ اس وقت مسیحی دُنیا میں ہر جگہ سیاہ فام لوگ غلاموں، جانوروں یا کٹھ پتلیوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

[ڈاکٹر بلائیڈن کے الفاظ میں] مختصراً

افریقہ میں اسلام نے مقامی شخص کو اپنا اور اپنے گھر کا مالک بنایا ہے، لیکن لائبیریا کے استثناء کے ساتھ مسیحیت کو جہاں قدم جمانے کا موقع ملا ہے، غیر ملکیوں نے اُن کے علاقوں پر قبضہ کیا ہے اور بعض ملکوں میں جابرانہ انداز سے مقامی لوگوں پر حکمران ہیں۔

اگر آپ کو افریقہ اور بالخصوص اِس کے نوآبادیاتی دور میں مسیحی اور اسلامی تبلیغی سرگرمیوں کی تاریخ سے دلچسپی ہے تو میں ڈاکٹر بلائیڈن کی زیرِ نظر کتاب کے مطالعہ کی سفارش کروں گا۔ یہ از حد دلچسپ، روح کو جلا دینے والی اور معلومات افزا کتاب ہے۔ "بلیک کلاسک پریس" اِس ضخیم، مگر ناگزیر تاریخی دستاویز کی اشاعت پر مبارک باد کا مستحق ہے۔ (بہ شکریہ ماہنامہ "ایکو آف اسلام" --- تہران، ترجمہ ادارہ "عالمِ اسلام اور عیسائیت" کی جانب سے ہے۔)